مسجدیں بناتے وقت ظاہری زینت پر زور دینے کے بجائے تقویٰ کو مدنظر رکھنا چاہئے۔

لاس اینجلس اور گوئٹے مالا کی مساجد کے افتتاح کا ذکر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍ جولائی ۱۹۸۹ء بمقام لاس اینجلس امریکہ)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

آج کا دن بہت ہی مبارک دن ہے اور خوشیوں کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا دن ہے اور اس لحاظ سے سب سے زیادہ مبارک کے لائق یہ جماعت یعنی لاس اینجلس کی جماعت ہے جن کے شہر میں ایک نہایت ہی خوبصورت مسجد میں مجھے آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خطبہ دینے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔

پھر اس خوشی میں تمام جماعت امریکہ بھی شامل ہے اور جماعت امریکہ کے ساتھ تمام دنیا کی ۱۲۰ ممالک کی جماعتیں بھی شامل ہیں کیونکہ جہاں بھی جماعت احمدیہ کو خدا کا گھر بنانے کی توفیق عطا ہوتی ہے، ساری جماعت امت واحدہ کی طرح اس خوشی میں شریک ہو جاتی ہے۔ لیکن بالخصوص ان دنوں جبکہ پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ایسی پابندیاں عائد کی گئیں کہ خدا کے گھر مسمار کئے گئے اور خدا کے گھروں کو خدا کے نام پر مساجد کہنا خلاف قانون قرار دے دیا گیا، یہاں مساجد کی نئی تعمیر میں بہت سی روکیں ڈالی گئیں۔ ایسے حالات میں میں نے ابتداء ہی میں جماعت کو یہ نصیحت کی تھی کہ ایک سچے مومن کی طرح ردعمل دکھائیں اور جہاں ایک مسجد گرائی جاتی ہے وہاں سو مسجدیں بنانے کی

کوشش کریں۔اس سے بہتر، اس سے مؤثر، اس سے زیادہ ایمان افروز جواب نہیں دیا جاسکتا۔

پس الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ جو اطاعت کے جذبے سے سرشار ہے اور تمام کائنات میں اس وقت حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی بنائی ہوئی امت کہلانے کی مستحق ہے بہت ہی عمدہ رنگ میں ہر اپیل کا جواب دیتی ہے۔اس نے اس اپیل پر بھی توجہ کی اگر چہ یہ مسجد اپنی نمایاں خوبصورتی کے لحاظ سے، اپنی بڑائی کے لحاظ سے، اس لحاظ سے کہ دنیا کے ایک بہت ہی امیر اور بہت ہی اثر رکھنے والے شہر میں تعمیر کی جارہی ہے آج نمایاں طور پر ہمارے سامنے آرہی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ افریقہ کے غریب ممالک میں، چھوٹے چھوٹے دیہات میں، دوسرے تیسری دنیا کے ممالک میں جماعت نے کثرت کے ساتھ مساجد تعمیر کی ہیں اور آج کے دن کی خوشی میں میں نے سوچا کہ ان مساجد کا ذکر بھی شامل کرلوں جن کو ظاہری دنیا کے لحاظ سے کوئی عظمت عطا نہیں ہوئی۔

میں نے ایسی غریبانہ مساجد بھی دیکھی ہیں افریقہ میں جو گھاس بھوس کی بنی ہوئی ہیں، معمولی پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ایسی مساجد بھی دیکھیں جن میں دس دس سال سے جماعت محنت کر کے اینٹیں جوڑ کر، کچھ پیسے جوڑ کر کچھ دوسرا سامان خرید کے وقار عمل کے ذریعے جتنی توفیق ملتی ہے اس مسجد کو کچھ آگے بڑھا دیتی ہے اور بعض ایسی مساجد دیکھیں جو چھتوں تک مکمل ہو گئیں تھیں لیکن چھت کے ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔کچھ ایسی مساجد دیکھیں جن میں چھتیں پڑ چکی تھیں لیکن دروازوں کے ان کے پاس پیسے نہیں تھے۔ایسی مساجد دیکھیں جہاں دروازے تو تھے مگر فرش بنانے کے لئے پیسے نہیں تھے، دریاں خریدنے کے لئے پیسے نہیں تھے لیکن عظمت کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ دنیا کی کسی دوسری مسجد سے پیچھے نہیں تھیں اور کئی پہلوؤں سے وہ تمام دنیا کی جماعتوں کے لئے اپنے اندر اعلیٰ مثالیں رکھتی تھیں۔

ایسی کثرت سے مجھے جماعتیں دکھائی دیں جنہوں نے آج تک مرکز سے ایک آنے کی امداد کا بھی مطالبہ نہیں کیا۔نہ صرف مرکز سے بلکہ اپنے ملک کے ہیڈ کوارٹر سے بھی اور اگر میں وہاں تفصیلی دورہ نہ کرتا اور گاؤں گاؤں جا کر مختلف جماعتوں کے حالات دیکھنے کی توفیق مجھے نہ ملتی تو میرے علم میں بھی یہ بات نہیں آنی تھی کہ افریقہ کے لوگ خدا کے گھر بنانے میں کیسی مسلسل قربانیوں کا مظاہرہ کررہے ہیں اور کیسے خلوص کے ساتھ وہ خدا کے گھر بنانے میں مسلسل محنت سے کام لے رہے

ہیں۔ بہت بڑی بڑی خوبصورت مساجد بھی ہیں ان میں سے لیکن ان کا پس منظر بھی یہی ہے کہ مقامی لوگ مل کر جب خدا توفیق دیتا ہے کسی کو کوئی تجارت میں فائدہ ہوتا ہے، کسی اور زمیندارے میں اچانک خدا کی طرف سے ان کی جھولی فضلوں سے بھری جاتی ہے تو ایک بڑا حصہ اس میں سے وہ مساجد کے چندے کے طور پر الگ کرتے ہیں اور ان کو ایک دلی لگن ہے اس کام سے۔

پس کثرت سے ایسی مساجد ہیں جو کسی ذکر میں اور کسی شمار میں نہیں آئیں اور بنانے والوں نے کبھی اس رنگ میں سوچا بھی نہیں کہ یہ مساجد دنیا میں قابل ذکر مساجد ہیں یا ان کے ذکر کی خاطر ہمیں مرکز کو لکھنا چاہئے کہ وہ ہماری مساجد کا نام بھی لیں۔ پس وہ مساجد بعید نہیں کہ بعض بڑی بڑی شاندار مساجد کے مقابل پر خدا کے نزدیک زیادہ مقبول ہوں اور مساجد کی مقبولیت کا فیصلہ دراصل آغاز کی نیتیں ہی کیا کرتی ہیں۔ میرا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ یہ مسجد اپنے پیچھے پاک نیتیں نہیں رکھتی۔ میں صرف آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض دفعہ عمارتوں کی ظاہری عظمت بعض ایسی عمارتوں کو لذت سے پوشیدہ کر دیا کرتی ہے جن کی اندرونی عظمت ظاہری عظمت کے مقابل پر بہت زیادہ ہوا کرتی ہے۔

ہم چونکہ ایک زندہ جماعت ہیں، ہم چونکہ ایک مؤحد جماعت ہیں، ہم چونکہ جسم ہی کے نہیں بلکہ روح کے قائل ہیں اس لئے ہمیشہ ہمیں اس بات کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دوسری بات مساجد کو عظمت دینے والی نمازی ہوا کرتے ہیں اگر نمازیوں کے دل میں خدا کا خوف ہو، خدا کی محبت ہو، خدا کی توحید موجزن ہو تو ایسی مساجد کو رونق ملتی ہے۔ پس یہ بہت سے ایسے امور ہیں جن کے متعلق کچھ میں پہلے بھی ذکر کرتا رہا ہوں، کچھ آج شام کو جب باقاعدہ اس مسجد کا ایسا افتتاح ہوگا جو رسمی رنگ رکھتا ہے لیکن اس خیال سے میں نے اسے کو قبول کیا ہے کہ ایسے موقع پر غیروں کو اسلام کی تبلیغ کرنے کا موقع میسر آجاتا ہے ورنہ میں نہ تو کسی مسجد کے افتتاح کا قائل ہوں نہ رسمی طور پر مجالس بلانے کا قائل ہوں کیونکہ جہاں تک میرا تاریخ اسلام کا علم ہے میرے نزدیک حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں کسی مسجد کا افتتاح نہیں ہوا بلکہ یہ ذکر ملتا ہے کہ صحابہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے درخواست کیا کرتے تھے کہ ہماری مسجد میں بھی کوئی نماز ادا کریں، دو نفل ادا کر دیں تا کہ ہماری مسجد کو رونق ملے اور ان کی مراد غالباً قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ کرنا ہوتی تھی

جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف: ۳۲) کہ تم لوگ ہر مسجد میں اپنی زینتیں ساتھ لے کر جایا کرو اور یہاں زینت سے مراد تقویٰ ہے۔ پس چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو تمام کائنات میں اگلوں اور پچھلوں سے زیادہ تقویٰ نصیب ہوا پس صحابہ یہ درخواست بالکل قرآنی تعلیم کے مطابق کیا کرتے تھے لیکن کوئی افتتاح کی رسم نہیں منائی گئی۔ اس لئے جب بھی مجھے امریکہ ہو یا دوسری جگہوں پر مساجد میں افتتاح کرنے کے لئے کہا جائے تو میرے دل میں ہمیشہ اس طرح سے تردد پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ تو میں نے اس بات پر ناراضگی کا بھی اظہار کیا کہ ایک سال سے آپ اس مسجد میں نمازیں پڑھ رہے ہیں اور آج آپ نے لوگوں کو بلایا ہے یہ کہہ کر کہ مسجد کا افتتاح ہوگا۔ آپ مجھ سے بھی دھوکا کر رہے ہیں، دنیا سے بھی دھوکا کر رہے ہیں یہ کوئی انصاف کا طریق نہیں ہے۔ مسجد کا افتتاح تو اسی دن ہو گیا جس دن کسی ایک نمازی نے وہاں نماز پڑھ لی۔ ہاں! آپ یہ اعلان کیا کریں، یہ خط لکھا کریں دوستوں کو کہ ہم نے مسجد بنائی بہت خوشی ہوئی۔ اس موقع پر شکرانے کے طور پر ہم ایک تقریب منانا چاہتے ہیں جس میں آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ آپ بھی شامل ہوں اور آپ معلوم کریں کے مسجد کیا ہوتی ہے کس لئے بنائی جاتی ہے اور اس موقع پر کیونکہ فلاں شخص بھی آرہا ہے اس لئے آپ کو اس سے ملنے کا بھی موقع مل جائے گا یہ معقولیت ہے، یہ حقیقت ہے۔

پس اس مسجد کے متعلق جو تقریب منائی جارہی ہے اس کا بھی یہی پس منظر ہے جس کی وجہ سے میں نے قبول کیا۔ مسجد کے افتتاح کے طور پر اگر دعوت نامہ دیا گیا تھا تو وہ درست نہیں تھا لیکن میرے علم میں جہاں تک بات ہے وہ یہی ہے کہ دوستوں کو بلایا گیا ہے کہ چونکہ مسجد تعمیر ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں توفیق ملی اور یہ عبادت کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ اس موقع پر چونکہ جماعت احمدیہ کا امام بھی آرہا ہے اس لئے ہم خوشی کی ایک تقریب منانا چاہتے ہیں۔ پس اگر یہ نہیں بھی ہوا تو آئندہ میں اس خطبے کے ذریعے جماعتوں کو نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ مساجد کی تعمیر کے وقت ان سب باتوں کو ضرور پیش نظر رکھا کریں۔ افریقہ کی مثال چونکہ سنت نبوی پر ہے اس لئے وہ مثال میں نے آپ کے سامنے پیش کی اس لئے نہیں کہ افریقہ کی پیروی کریں بلکہ اس لئے کہ افریقہ نے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پیروی کی ہے اور آج کے زمانے میں اس سنت کو زندہ کیا ہے۔

مسجدیں بنانے کے وقت تقویٰ سب سے پہلی شرط ہے اور تقویٰ کے مطابق خدا کا گھر بناتے وقت یہ خیال کبھی بھی دامن گیر نہیں ہونا چاہئے کہ ہم اسے زیادہ خوبصورت بناسکیں گے یا کم خوبصورت بناسکیں گے۔ زیادہ شاندار دکھائی دینے والی مسجد بنائیں گے یا کم شاندار دکھائی دینے والی مسجد بنائیں گے۔

اول نیت اس بات کی ہونی چاہئے کہ ہمیں خدا کے نام پر کسی ایک جگہ عبادت کرنے کے لئے اکٹھے ہونے کی ضرورت ہے اور وہ جگہ سب کے لئے کھلی ہونی چاہئے۔ اس لئے ہمیں جس قسم کی جگہ بھی میسر ہو ہمیں لازماً اپنی کوشش کے ساتھ ایک ایسی جگہ کی تعمیر کرنی چاہئے جو خدا کے نام پر ہو، خدا کی خاطر ہو وہاں عبادت کے لئے سادگی کے ساتھ ہم اکٹھے ہوسکیں۔ اس کے علاوہ اگر تزئین بھی ہو سکے ظاہری، صاف ستھری خوبصورت نظر آنے والی چیز ہو تو یہ خلاف ایمان بات نہیں کیونکہ زینت کا ایک ظاہر سے بھی تعلق ہے۔ اگر اندرونی زینت کو آپ پیش نظر رکھتے ہوئے بیرونی زینت کا کچھ سامان کرسکیں تو ہرگز مضائقہ نہیں اور یہ قرآنی تعلیم کے خلاف نہیں ہے لیکن اول شرط یہی ہے کہ تعمیر کے وقت تقویٰ پیش نظر ہونا چاہئے اور خالصۃً للہ کی عبادت کا مقصد پیش نظر ہونا چاہئے۔ یہ بات مجھے بار بار اس لئے بتانے کی ضرورت پڑتی ہے کہ آج کل دنیا میں بعض بہت بڑی بڑی مساجد بنائی گئی ہیں اور بنائی جا رہی ہیں اور جماعت کے دوست ان مسجدوں کو دیکھتے ہیں اور بڑے متاثر ہوتے ہیں اور ان کے دل میں یہ جذبہ اٹھتا ہے کہ ہمارے پاس دولت ہو ہم اس سے بڑی اور شاندار مساجد بنائیں حالانکہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ وہ مسجدیں، تقویٰ سے خالی ہیں، عبادت کرنے والوں سے خالی ہیں محض ایک دکھاوا ہے ایک عظیم الشان عمارت ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

پس مسجد کی فضیلت آپ کے دلوں کے ساتھ ہے، مسجد کی زینت آپ کے تقویٰ کے ساتھ ہے مسجد کی پہلی اینٹ قرآن کریم کے مطابق تقویٰ پر رکھی جانی چاہئے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو بار بار جماعت کے سامنے بیان بھی ہونا چاہئے اور جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد جب تقویٰ پر بنیاد رکھی جائے تو ظاہری زینت سے نہ اسلام منع کرتا ہے نہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ کے اپنے لباس میں بھی یہی عادت تھی کہ سادہ اور مناسب ضروری لباس پہنا کرتے تھے مگر اگر کوئی ظاہری زینت کا لباس بھی دے دیتا تھا تو اسے بھی استعمال فرما لیتے تھے اور قرآن کریم نے واضح تعلیم دی ہے کہ زینت کو اختیار کرنا یعنی ظاہری زینت کو اور نعمتوں کو استعمال کرنا ایمان کے

خلاف نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے اول طور پر یہ نعمتیں اپنے مومن بندوں ہی کے لئے پیدا کی ہیں۔

پس اس وضاحت کے ساتھ چونکہ مجھے یقین ہے کہ اس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تھی اور زائد حُسن جو ہمیں دکھائی دیتا ہے اس کی بھی خدا نے توفیق عطا فرمائی۔ اس لئے میں آج بہت خوش ہوں کہ ایک ایسی مسجد میں مجھے آج خطبہ دینے کی توفیق مل رہی ہے جس کی بنا تقویٰ پر تھی اور اس کے ساتھ اس کو ظاہری زینت بھی خدا نے عطا فرما دی۔ اس ظاہری زینت کا جہاں تک جماعت کے ساتھ تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ نہ بھی ہو تو اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے اپنے سفروں کے دوران خصوصاً پاکستان میں سفروں کے دوران بعض دفعہ ایسی مسجدوں میں نماز پڑھنے کا موقع ملتا تھا جو سادہ تھیں جسے ہم پنجابی میں تھڑا کہتے ہیں ایک تھڑا سا بنا کر اس کے اردگرد کچی اینٹوں کی دیوار کھڑی کر کے گھاس پھُوس کی چھت ڈال دی گئی اور کسی نے مسافروں کے لئے رستہ چلتے ہوئے مسجد بنا دی۔ بعض دفعہ ایسی مساجد میں نماز کا اتنا لطف آیا کہ بڑی سے بڑی شاندار مسجد میں بھی اس رنگ میں نماز کا لطف نہیں آیا کیونکہ اس کی سادگی میں ایک حسن تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے خدا سے محبت کرتے ہوئے، نماز سے محبت کرتے ہوئے رستہ چلنے والوں کا خیال کر کے ان کی خاطر یہ کام کیا ہے۔ اس کے مقابل پرانہی سفروں کے دوران مجھے بعض دفعہ ایسی مسجدوں میں بھی نماز پڑھنے کا موقع ملا جن کے باہر مولوی ڈبے لے کر پیسے مانگتے اور ڈبے بجاتے اور کوشش کرتے کہ زیادہ خوبصورت دکھائی دینے والی مسجد بنائیں۔ نماز کا لطف تو نمازی کے اوپر ہے لیکن بعض دفعہ ماحول اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس پہلو سے ان مسجدوں میں نماز کے وقت مجھ پر کوئی خاص کیفیت طاری نہیں ہوئی کیونکہ میں جانتا تھا کہ دنیا کے دکھاوے کے لئے مسجدیں بنائی گئی ہیں۔ ہمیں ضرورت ہے اس لئے ہم اس مسجد میں نماز کے لئے حاضر ہو گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تقویٰ پر اگر اینٹ رکھی جائے یعنی تقویٰ کی اینٹ پر اگر بنیاد رکھی جائے تو مسجد میں اس کے ماحول میں ضرور اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر چہ میں جانتا ہوں کہ وہ مسجد بنانے والے بہت سے غیر احمدی تھے لیکن ان کی طرز سے مجھے خدا کی محبت نظر آئی۔ مجھے اس مسجد میں داخل ہوتے ہوئے احساس ہوا کہ جس نے بھی یہ کام کیا ہے اللہ کے پیار کی وجہ سے کیا ہے۔ اس لئے یہ خیال کبھی میرے دل کے کونے میں بھی نہیں آیا کہ چونکہ غیر احمدیوں نے مسجد بنائی ہے اس لئے اس مسجد کا کم

اثر ہوگا یا نعوذ باللہ من ذالک یہاں نماز ٹھیک نہیں ہوسکتی۔ یہ جاہلانہ خیال ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا (الجن: ۱۹) کہ سب مسجدیں خدا کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ کسی کی بھی مسجد ہو اگر وہاں تمہیں عبادت کی توفیق ملتی ہے تو اللہ کو پکارو اور اس کے سوا کسی اور کو نہ پکارو بس یہ شرط ہے۔

اس لئے جہاں تک جماعت کا تعلق ہے ہم نے کبھی بھی دوسروں کی بنائی ہوئی مسجدوں سے غیریت نہیں کی لیکن وہ مساجد جو خالصۃً دکھاوے کے لئے بنائی جائیں ان میں نماز پڑھنے کے لئے طبیعت مائل نہیں ہوتی اور یہی مضمون قرآن کریم میں مسجد ضرار سے متعلق بیان ہوا ہے۔ مسجد ضرار بنائی گئی جو خدا کی خاطر نہیں تھی بلکہ کسی اور فساد کی نیت سے اور دکھاوا دے کر مومنوں کو دھوکا دینے کے لئے بنائی گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ سے جب بار بار ان لوگوں نے درخواست کی کہ آپ آکر ہماری مسجد میں نماز پڑھیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ دستور تھا تو آپ کے دل میں تردد تھا لیکن بار بار ٹالتے رہے لیکن آنحضرت ﷺ کے مزاج میں بے حد حیا تھی اور بعض دفعہ یہ بار بار کی درخواست کے اثر سے آپ قبول فرمالیا کرتے تھے خواہ دل میں تردد بھی ہو۔ قرآن کریم میں آپ کی اس حیا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ مومن جب تمہیں دعوت پر بلاتے ہیں تم کھانا کھا کر فارغ ہو کر چلے جایا کرو آنحضرت ﷺ کو عادت تھی کہ کھانے سے فارغ ہو کر عبادت میں مصروف ہوا کرتے تھے اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ حیا کی وجہ سے تمہیں کہہ نہیں سکتے تو بہت سی باتیں ایسی ہیں جن میں حیا مانع ہو جایا کرتی تھی۔ انسان ایک چیز کو بعض دفعہ ناپسند کرتا ہے۔ ناپسندیدگی کا اظہار حیا کی وجہ سے نہیں کرسکتا۔ بعض دفعہ حیا کی وجہ سے پسندیدگی کا اظہار بھی نہیں کرسکتا۔ تو اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بالآخر اس کو قبول فرمالیا حالانکہ آپ کی فراست آپ کو بتا رہی تھی کہ یہ مسجد اس لائق نہیں ہے کہ آپ اس میں جا کر نماز پڑھیں۔ خدا نے بعد میں منع فرمایا لیکن یہ الگ بات ہے۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بعض مساجد سے جہاں منافقت کی بو ہو، جہاں ریا کی بو ہو وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی فطرت میں ایک تردد پیدا ہو جاتا ہے اور ایک کراہت پیدا ہو جاتی ہے یہ ایک الگ مضمون ہے لیکن ہرگز یہ مراد نہیں کہ مسجد کو دیکھ کر پہلے یہ سوچا جائے کہ کس فرقے نے بنائی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا اسوۂ حسنہ تو یہ ہے کہ عیسائی وفد آپ کے پاس ملنے کے لئے حاضر ہوا اور

مذہب پر گفتگو کر رہا تھا نماز کا وقت ہوا تو وہ اٹھ کر جانے لگا یعنی ان کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو بیٹھو۔ انہوں نے کہا نماز کا وقت ہو چکا ہے اس لئے ہم باہر کسی گرجے میں یا کسی جگہ جا کر اپنی عبادت کریں گے۔ آپ نے فرمایا یہ بھی تو عبادت کا گھر ہے اللہ کی عبادت کی خاطر بنایا گیا ہے یہیں نماز پڑھ لو۔

تو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اسوہ سے تو پتا چلتا ہے کہ مساجد میں صرف فرقوں کا تو سوال ہی نہیں تھا اس وقت مذاہب کی تفریق حائل نہیں ہونی چاہئے۔ اگر خالصۃً اللہ کی عبادت کوئی کرنا چاہے تو ہر جگہ کر سکتا ہے ایسے گھر میں جو خدا کی خاطر بنایا گیا ہو۔

پس اس مسجد کی افتتاح کی تقریب یعنی ان معنوں میں جن معنوں میں میں نے بیان کیا ہے وہ تو بعد میں ہوگی اور جہاں تک مجھے توفیق ملی میں انشاء اللہ مہمانوں کو مسجد کے مقاصد سے متعارف کرواؤں گا لیکن آج میں آپ کے سامنے اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ جماعت نے اس دور میں جو ہمارے لئے بڑا ہی دکھوں کا دور تھا کثرت کے ساتھ مساجد بنا کر بار بار مومنوں کی خوشیوں کے سامان کئے ہیں اور ہر مسجد جو دنیا میں کہیں بنی ہے وہ ساری جماعت کی خوشیوں میں اضافے کا موجب بنی ہے خصوصاً اس دور میں، اس پس منظر کے نتیجے میں۔

پس وہ ساری مساجد جو افریقہ میں بنی ہیں، نا معلوم ہیں یا انڈونیشیا میں بن رہی ہیں اور نا معلوم ہیں، جو بنگلہ دیش میں بن رہی ہیں اور نا معلوم ہیں، ہندوستان میں بن رہی ہیں اور نا معلوم ہیں آج ہم ان سب مساجد کو اپنی دعاؤں میں شامل کر لیں گے اور نماز میں جو دعا کی جائے گی اس میں اس مسجد کے اوپر خدا کے حضور صرف سجدہ تشکر ادا نہ کیا جائے بلکہ اس سارے عرصے میں خدا نے جو عظیم الشان توفیق ہمیں عطا فرمائی ہے للہ مساجد بنانے کی اس سب مضمون کو پیش نظر رکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

اس ضمن میں ایک اور مسجد کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں یعنی گوئٹے مالا کی مسجد جس کا اسی رنگ میں افتتاح ہم نے چند دن پہلے کیا ہے، تین یا چار دن پہلے۔ گوئٹے مالا ایک ایسا ملک ہے جو خالصۃً نہیں تو اکثریت شکل میں کیتھولک ہے اور اتنی بھاری تعداد کیتھولک کی ہے کہ دوسرے جو عیسائی فرقے ہیں وہ گنتی کے چند ہیں اور ان کو کوئی اپنے ملک میں عظمت حاصل نہیں۔ کیتھولک ہونے کے

لحاظ سے میرا یہ تأثر تھا کہ یہ لوگ تعصب دکھائیں گے اگر ایک مسلمان ملک میں مساجد پر پابندی ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ جیسے کہتے ہیں دودھ کا جلا چھاج کو بھی پھونک پھونک کے پیتا ہے۔ مجھے یہ ڈر تھا کہ کیتھولک ملک میں تو بہت ہی زیادہ تعصب دکھایا جائے گا لیکن میں حیران رہ گیا دیکھ کر کہ ہر منزل پر ہر قدم پر ان لوگوں نے اتنا تعاون کیا ہے۔ حکومت نے بھی، وہاں کے انجینئرز نے بھی یہاں تک کہ وہاں کے معماروں اور مزدوروں نے بھی۔ باوجود اس کے کہ غریب ملک ہے اور مزدور بہت ہی تھوڑی اجرت پاتے ہیں اور زائد وقت کام کریں تو ان کے مطالبے ہونے چاہئیں کہ ہمیں زائد پیسے دو لیکن چونکہ افتتاح کا وقت قریب آ رہا تھا اور مسجد کا بہت سا کام ہونا باقی تھا اس لئے جب ان سے یہ درخواست کی گئی کہ دن رات کام کرو زیادہ محنت سے کام کرو تو اس طرح انہوں نے کام کیا ہے جس طرح جماعت بعض دفعہ وقار عمل مناتی ہے اس جذبے کے ساتھ انہوں نے کام کیا اور وہ سارے کیتھولک تھے اور حکومت نے ایسی گہری دلچسپی لی اور ایسا تعاون سے بڑھ کر کہنا چاہئے محبت کا اظہار کیا کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اتنا وسیع حوصلہ دنیا کی کوئی حکومت دکھا سکتی ہے۔ مقامی طور پر وہاں ابھی ایک بھی احمدی نہیں لیکن وہاں کے پریزیڈنٹ صاحب نے میری ملاقات کے وقت بتایا کہ میری خواہش تھی کہ میں خود آ کر اس تقریب میں شامل ہوں لیکن ایک انتہائی ضروری Executive کی میٹنگ تھی اس کی وجہ سے میں نہیں آ سکا تو میں نے اپنے وائس پریزیڈنٹ کو بھجوایا۔ اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ وائس پریزیڈنٹ صاحب کیوں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ جائیں اور اس میں شامل ہوں لیکن میری ذاتی خواہش تھی کہ میں آتا اور دوسرے بعض وزراء اس میں شامل ہوئے اور مقامی لوگ جن کو بھی دعوتیں دی گئیں تھیں بڑے بڑے ہر قسم کے وہ وہاں تشریف لائے اور اس تقریب کو بہت ہی انہوں نے رونق بخشی اور جماعت کی طرف سے جب مسجد کے متعلق اور اس کے مقاصد کے متعلق مختصراً ذکر کیا گیا تو بہت ہی گہرا اثر انہوں نے قبول کیا بعد میں کچھ عرصہ بیٹھے بھی کچھ لوگ ان میں سے آ کے اور بار بار اپنی محبت کا اور خوشی کا اظہار کرتے رہے۔

اس لئے مجھے اس ملک سے بڑی توقع پیدا ہوئی ہے کہ چونکہ انہوں نے خدا کے گھر بنانے میں غیر معمولی تعاون کیا ہے اور محبت کا اظہار کیا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے ان کے دل کھولے گا اور اس کے آثار بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اتنی جلدی، اتنی گہری دلچسپی اسلام

میں لینی شروع کر دی ہے انہوں نے کہ جس کے متعلق کسی اور ملک میں مجھے ایسا تجربہ نہیں ہوا۔ ہر قسم کے صاحب حیثیت یا عامۃ الناس یعنی ہر قسم کے لوگ مسجد میں ہی دلچسپی نہیں لے رہے بلکہ جماعت احمدیہ کے پیغام میں دلچسپی لے رہے ہیں۔ چنانچہ وہاں حکومت کی طرف سے جو نمائندے ہماری دیکھ بھال کے لئے مقرر ہوئے تھے اور وہ کافی با اثر لوگ تھے ان سب نے مجھ سے چلنے سے پہلے درخواست کی کہ ہمیں اسلام میں گہری دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اس لئے آپ ہمیں ضرور وقت دیں تا کہ ہم کچھ سوال کرسکیں۔ اس دلچسپی کی وجہ کیا تھی؟ دلچسپی کی وجہ یہ تھی ہمارے ایک ساتھی نے ان سے پوچھا پہلے کے تم متاثر نظر آرہے ہو بتاؤ سب سے زیادہ تمہیں کس چیز نے متاثر کیا ہے۔ تو ان کے جو افسر اعلیٰ تھے انہوں نے جواب دیا کہ سب سے زیادہ ہمیں آپ کی نماز نے متأثر کیا ہے، آپ کی عبادت نے متأثر کیا ہے اور ایسا گہرا اثر ہمارے دل پر ڈالا ہے انہوں نے خود بتایا کہ میری بیوی بڑی سخت کیتھولک ہے اور میں عام سا عیسائی ہوں خاص مجھے ایسی کوئی دلچسپی نہیں۔ میری بیوی ہمیشہ مجھے آکر بتایا کرتی تھی کہ چرچ میں بعض دفعہ کوئی اچھا مقرر آتا ہے تو دل پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور ایک روحانی لذت ہے جس سے تم محروم ہو۔ تو پہلی دفعہ جب میں نے آپ کی نمازیں دیکھیں تو میں نے بیوی کو کہا کہ تمہیں پتا ہی کچھ نہیں کہ روحانی لذت ہوتی کیا ہے؟ میں جو آج دیکھ کے آیا ہوں تمہارے خوابوں میں بھی یہ لذت نہیں آسکتی۔

چنانچہ اس نے درخواست کی کہ میں مسلمان تو نہیں ہوں مگر مجھے نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ میں نے کہا سو بسم اللہ شوق سے تشریف لائیں اور اس نماز میں اس نے باقاعدہ ہمارے ساتھ اسی طرح اسی انداز سے جس طرح مسلمان نماز ادا کرتے ہیں نماز ادا کی اور دروازہ کھلا رکھا اس کمرے کا تا کہ دوسرے اس کے ساتھی افسران بھی دیکھیں اور وہی دیکھ کر دراصل ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ کافی دیر تک ان سے مجلس لگی رہی اور ان میں سے ہر ایک نے یہ کہا کہ ہم اسلام کی صداقت کے قائل ہو گئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں رہا۔ اب ہمیں اتنا وقت دیں کہ ہم اپنے بیوی بچوں کو اپنے ساتھ شامل کرلیں تا کہ جب ہم آئیں تو ہمارے گھر میں پھوٹ نہ پڑے ہم اکٹھے مل کے آئیں۔

تو وہ مساجد جو خدا کی خاطر بنائی جاتی ہیں اور وہ عبادت جو خدا کی خاطر ادا کی جاتی ہے اس میں ایک گہرا روحانی اثر ہوا کرتا ہے اور اگر کسی قوم میں روحانیت زندہ ہو تو سب سے زیادہ اس قوم کو

اپنے مذہب کی طرف مائل کرنے کا یہی ذریعہ بنتا ہے۔

پس میں سمجھتا ہوں کہ گوئٹے مالا کی مسجد بھی چونکہ خالصۃً للہ بنائی گئی تھی اس لئے وہاں نمازیوں کا انتظام خدا تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ جلد ہی وہاں وہ مسجد جو اس لحاظ سے بہت بڑی ہے کہ صرف باہر سے آئے ہوئے دو پاکستانی احمدی وہاں ہیں۔ ایک ہمارے مبلغ اور ایک وسیم صاحب جو کینیڈا سے گئے تھے اور مسجد کے کام میں انہوں نے بہت ہی محنت کی ہے۔ اس کے باوجود مجھے امید ہے کہ جلد ہی انشاء اللہ وہ مسجد بھی نمازیوں سے بھر جائے گی اور چھوٹی ہو جائے گی۔

یہ ایک آخری بات ہے جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد خطبے کو ختم کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک اپیل بھی کروں گا۔

مسجدیں ہم جتنی وسیع بنائیں اگر وہ تقویٰ پر مبنی ہوں اور اللہ کی خاطر بنائی جائیں تو ایک علامت اس کی ضرور ہم پوری ہوتے دیکھتے ہیں کہ وہ مسجد جلد جلد نمازیوں سے بھرنے لگتی ہے اور وہ مسجدیں جو دکھاوے کے لئے بنائی جائیں ان کو آپ دیکھیں گے کہ سالہا سال تک بنی رہتی ہیں اور خالی رہتی ہیں جس طرح ایک بڑے لفافے میں چھوٹی سی چیز ڈال کر اس کو کھنکایا جائے ویسی کیفیت ان کی دکھائی دیتی ہے۔

تو یہ دوسرا قدم جو ہے یہ اٹھانے کی ہر جگہ ضرورت ہے مسجدیں بڑی بنائیں اس دعا کے ساتھ بڑی بنائیں کہ خدا جلد بھر دے اور پھر خود عبادت کے لئے اس میں زیادہ آیا کریں، اپنے بچوں کو ساتھ لایا کریں تا کہ جتنی آپ کی توفیق ہے اس حیثیت سے آپ اس مسجد کو ضرور رونق بخشنے کی کوشش کریں۔ باقی کام خدا پر چھوڑیں اور مجھے یقین ہے اب تک تو خدا کا ہمیشہ یہی طریق رہا ہے، ہم سے یہی سلوک رہا ہے کہ مسجد خواہ ہم کتنی بڑی بنائیں وہ دیکھتے دیکھتے چھوٹی ہو جاتی ہے۔

پس خدا کرے کہ یہ مسجد بھی دیکھتے دیکھتے چھوٹی ہو جائے اور آج جیسا کہ مجھے دکھائی دے رہا ہے اللہ کے فضل سے اس وقت یہ مسجد بھری ہوئی ہے اور نمازی جو صف بندی کر کے کھڑے ہوں گے وہ انشاء اللہ اس پوری مسجد کو بھر دیں گے لیکن یہاں اس وقت باہر سے آئے ہوئے دوست موجود ہیں۔ بڑی دور دور سے سفر کر کے بعض امریکن مخلصین جن کو خدا نے توفیق بخشی ہے آج اس تاریخی موقع میں جمعہ میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ مگر میں یہ چاہتا ہوں جماعت لاس اینجلیس

اب یہ کوشش کرے کہ خود اس مسجد کو بھرے اور پھر یہ دعا کرے اس مسجد میں کہ اللہ اس مسجد کو اور متقی نمازی عطا کرے۔ پھر معمولی کوشش بھی وہ کریں گے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ان کے پیغام میں برکت ڈالے گا اور یہ مسجد بھی چھوٹی ہو جائے گی۔ اب مسجد کے چھوٹے ہونے کی دعا بظاہر بڑی عجیب لگتی ہے کہ ہم خود دعا کریں کہ اے خدا! اس مسجد کو چھوٹا کر دے لیکن میں نے پہلے بھی کئی دفعہ اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ وہ مائیں جو اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں وہ یہ دعا نہیں کیا کرتیں کہ ان کے کپڑے کبھی بھی چھوٹے نہ ہوں۔ کپڑے چھوٹے نہ ہوں تو ان کے سینے میں غم کی آگ لگ جاتی ہے وہ فکر میں مبتلا ہو جاتی ہیں، گھلنے لگ جاتی ہیں کہ ہمارے بچے کے وہی کپڑے ہیں جو دو سال پہلے پہن رہا تھا تو یہی ہمارا رجحان خدا کے گھروں کی طرف ہونا چاہئے۔ جب وہ چھوٹا ہو گا تو اللہ تعالیٰ پھر وسیع مساجد بھی عطا کر دے گا۔

پس مساجد بنائیں اور بڑی بنائیں۔ کوشش کریں کے وہ جلد سے جلد چھوٹی ہو جائیں۔ پھر خدا سے دعا کریں کے اے خدا اب اور مسجدیں دے ہمارے کپڑے اور بڑے کر دے تا کہ ہم ان میں پورے آسکیں۔ یہ وہ مضمون ہے اس کو سمجھ کر دعائیں کرتے ہوئے، عجز کے ساتھ آپ ان راہوں پر آگے بڑھیں تو ہر نئے سال خدا کی نئی شان آپ دیکھتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک آخری بات جو اپیل کے متعلق میں کہنی چاہتا تھا وہ مسجد واشنگٹن کے لئے اپیل کرنی ہے۔ مسجد واشنگٹن مرکزی ہونے کی حیثیت سے سب سے زیادہ امریکہ کی جماعت کے لئے لائق توجہ ہونی چاہئے۔ اب تک جو صورتحال ہے بعض دوسری جگہ مثلاً پورٹ لینڈ میں، لاس اینجلس میں مساجد بڑی اچھی اچھی بن چکی ہیں لیکن ابھی تک واشنگٹن میں کوئی مسجد نہیں بنی۔ پھر بہت سے مراکز قائم کئے گئے ہیں گھر خرید کر اور زمینیں خرید کر جن میں عمارتیں موجود تھیں اور ان کو مساجد میں تبدیل کیا گیا ہے۔ اس دفعہ جب میں امریکہ میں داخل ہوا تھا تو Rochester میں ایک ایسا ہی گھر تھا جو خریدا گیا اور بہت ہی اچھی جگہ پر خوبصورت گھر ہے جس کے ایک حصے کو مستورات کے لئے مسجد میں تبدیل کیا گیا ہے ایک حصے کو مردوں کے لئے مسجد میں تبدیلی کیا گیا ہے۔ اس قسم کی بہت سی مساجد امریکہ میں موجود ہے لیکن واشنگٹن میں جو پہلا مشن تھا (اور بہت پرانی بات ہے) جب وہ مشن

بنایا گیا تھا، بہت تھوڑی ضرورت کے پیش نظر بنایا گیا تھا وہ وہیں تک محدود ہے اور اس کے بعد کوئی مسجد اور نہیں بنی۔ یہ Newjercy اور New York ہے وہاں اللہ کے فضل سے بن گئی ہے۔ آتی دفعہ شمالی نیوجرسی میں بھی ان کا مرکز میں نے دیکھا، خدام نے بڑی محنت کر کے اور انصار نے بھی، لجنہ نے بھی بڑا خوبصورت بنادیا ہے اس عمارت کو اور وہاں بھی جماعت کا مرکز قائم ہو گیا ہے۔

تو واشنگٹن میں ضرورت ہے کیونکہ آپ سب امریکہ سے وہاں اکٹھے ہوتے ہیں اپنے سالانہ اجتماعات کے لئے اور سب سے زیادہ ضرورت اگر مسجد کی ہے امریکہ میں تو واشنگٹن میں ہے۔ اس پہلو سے میں آپ کے سامنے یہ تحریک کرنی چاہتا ہوں کے خدا تعالیٰ نے کچھ انتظام تو فوری طور پر کر دیا ہے یعنی لجنہ اماء اللہ نیویارک کو تحریک ہوئی کہ وہ اس موقع پر یعنی صد سالہ جشن کی خوشی میں میری پہلی دفعہ یہاں آمد کے موقع پر مجھے تیس ہزار ڈالر کا چیک پیش کریں تا کہ میں اپنی مرضی سے جہاں چاہوں خرچ کروں۔ وہ چیک میں نے سوچا کہ سب سے زیادہ مستحق مسجد واشنگٹن ہے کہ اس کے لئے پیش کیا جائے۔

اس کے بعد جب میں یہاں لاس اینجلس آیا تو یہاں ہمارے پرانے مخلص دوست ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے اسی تمنا کا اظہار کیا کہ میں نے بڑی دیر سے یہ سوچا ہوا تھا کہ صد سالہ جوبلی کا سال آئے تو میں اپنی محبت کے اظہار کے طور پر ایک لاکھ ڈالر آپ کی خدمت میں پیش کروں کہ آپ جس نیک کام میں چاہیں خرچ کریں لیکن کچھ مشکلات ایسی پڑ گئیں کہ نقد وہ سارا نہیں دے سکے پچاس ہزار کا چیک انہوں نے مجھے دیا اور باقی پچاس ہزار کا وعدہ ہے کہ وہ اس سال کے اختتام تک پیش کر دیں گے۔ تو وہ بھی میں نے مسجد واشنگٹن کے لئے وقف کر دیا ہے۔

اس طرح ممکن ہے اور جماعتوں کے احمدیوں کے دلوں میں بھی اس قسم کے خیال ہوں اور بعضوں کی طرف سے آ بھی رہے ہیں۔ اول تو یہ اس سال کی غیر معمولی خوشی کے موقع پر جس نے بھی امریکہ سے اس نیت سے روپیہ مجھے پیش کیا وہ میں انشاء اللہ مسجد واشنگٹن ہی کو دوں گا لیکن اس کے علاوہ بھی ایک عمومی تحریک کی ضرورت ہے۔ ہم نے جائزہ لیا ہے اس وقت مہنگائی اتنی ہو چکی ہے کہ مسجد واشنگٹن اگر ایک سال سے سولہ مہینے کے اندر اندر تعمیر کی جائے تو پچیس لاکھ ڈالر کی ضرورت ہے اور جماعت نے جو جائزہ لیا ہے اب تک اس کی رو سے سالانہ مسجد واشنگٹن کے لئے پچیس ہزار ڈالر

ملتے ہیں۔جس کا مطلب ہے اگر انتظار کیا تو دس سال میں اڑھائی لاکھ اور سوسال میں پچیس لاکھ۔ یہ تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔سوسال میں جو پچیس لاکھ ملیں گے آپ کو اس وقت تک تعمیر کا خرچ ایک کروڑ ہو چکا ہوگا۔ جہاں تک سود لے کر اس رقم کو ضرورت کو پورا کرنے کا تعلق ہے میں اس کا قائل ہی نہیں کہ مسجد کے لئے سودی روپے لئے جائیں۔ یہاں شروع ہوگئی تھی رسم، کینیڈا میں بھی یہی رسم چلی تھی اور جماعت قرضوں کے اندر دب رہی تھی اور کوئی بھی برکت نہیں رہی تھی۔ان کو میں نے سختی سے روکا اور فوری طور پر ان کے قرضے ادا کئے اور کہا آئندہ آپ نے ایک آنہ بھی سود پر نہیں لینا جو توفیق ہے اس کے مطابق آپ مسجدیں بنائیں۔

چنانچہ اللہ کے فضل سے اتنی بڑی بڑی زمینیں وہاں خدا نے عطا کی ہیں، ایسے ایسے شاندار مراکز عطا کئے کہ دل ان کو دیکھ کر جذبہ تشکر سے بھر جاتا ہے۔ابھی کیلگری سے میں آیا ہوں وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی خوبصورت مسجد خدا نے بنا دی یعنی بنا ان معنوں میں دی کہ ایک چرچ تھا جو اس موقع پر بک رہا تھا اور اس چرچ کا رخ قبلہ کے طرف ہی تھا یعنی اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں تھی۔صرف شرط میں نے یہ قائم کی تھی کہ جب تک چرچ کے مالک تحریری طور پر یہ نہ لکھ کے دیں کہ ہم بخوشی اجازت دیتے ہیں کہ آپ اس کو مسجد میں تبدیل کریں اس وقت تک ہم اس چرچ کو نہیں خریدیں گے کیونکہ میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ کسی کی عبادتگاہ کو اس کی مرضی کے خلاف کسی اور عبادت گاہ میں تبدیل کیا جائے۔انہوں نے بخوشی یہ لکھ کر دے دیا تو اب وہ بنی بنائی مسجد ہمیں مل گئی۔ پھر اس کے ساتھ ایک بڑی وسیع زمین بھی خدا نے دی ہے۔

تو میں چاہتا ہوں کہ امریکہ میں بھی آپ ان باتوں میں اس طرف سوچیں بھی نہیں کہ سود پہ قرضے لے کر آپ خدا کے گھر بنائیں اس میں ایک بڑا تضاد ہے۔سوچنا چاہئے کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ پہلی اینٹ جو خدا کے گھر کے لئے رکھی جائے وہ تقویٰ کی اینٹ ہونی چاہئے اور اس اینٹ سے پہلے آپ سود کی اینٹ رکھ چکے ہوں گے اس کے نیچے۔سود کی اینٹ پر تقویٰ کی اینٹ کیسے قائم ہو سکتی ہے۔اس لئے اس بات کو آپ بالکل بھول جائیں کہ سودی روپے لے لے کر آپ مساجد تعمیر کریں گے۔اگر بڑی شاندار مسجد نہیں بن سکتی تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے سادہ بنالیں بعد میں توفیق ملے تو بنالیں لیکن کوشش ضرور کریں کہ اچھی کھلی مسجد بنے اور اس لحاظ سے ضرور دیدہ زیب ہو کہ غیروں کی

توجہ کا مرکز بنیں۔ وہ آئیں اور ان کے پوچھنے کے نتیجے میں ہمیں ان کو اسلام پہنچانے کی توفیق ملے۔ خوبصورت مرکز قائم کئے جاسکیں تو اچھی بات ہے۔

تو بہر حال پچیس لاکھ ڈالر کی ضرورت ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کے اگر جماعت امریکہ یہ سال خصوصیت سے واشنگٹن کی مسجد کا سال منائے تو جتنی رقم بھی اکٹھی ہوا یک سال کے اندر وہ ابتدائی ضرورت کے لئے انشاء اللہ پوری ہو جائے گی لیکن ساتھ ہی میں تمام دنیا کی جماعتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ واشنگٹن کی مسجد میں وہ بھی حصہ ڈالیں کیونکہ میں نے جیسا کہ پہلے بھی ایک دفعہ بیان کیا تھا شاید اطلاع مل گئی ہے۔ میں عنقریب اگلی صدی کے لئے ایک خاص مقصد کے لئے جماعت سے ایک اپیل کرنے والا ہوں اگر امریکہ کی جماعت نے اپنے سارے وسائل، اپنی ساری جو توفیق ہے وہ مسجد واشنگٹن پہ ہی خرچ کر دی تو پھر وہ بعد میں کہیں گے کہ اب ہم کیا کریں ہمارا تو دل چاہتا ہے اس خاص تحریک میں بھی حصہ لیں۔ اس لئے اب بہتر یہ ہے کہ امریکہ کی مدد کی خاطر تمام دنیا کی جماعتوں کو بھی اس مبارک مسجد کی تعمیر میں شامل کر لیا جائے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس اپیل کے نتیجے میں ہم سال سے سولہ ماہ کے اندر جیسا کہ تخمینہ پیش کیا گیا ہے یہ مسجد بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایک اور میرے سامنے تجویز رکھی گئی ہے کہ آج کل مارکیٹ میں چونکہ ڈیپریشن (Depression) ہے اور تعمیری کاموں میں کچھ سُستی آگئی ہے اس لئے بعض کمپنیاں غالباً ہم سے یہ سودا کرنے پر تیار ہوں گی کہ وہ اپنے خرچ پر فوری بنا دیں اور پھر معقول قسطوں میں ہم ان کو چند سالوں میں باقی رقم ادا کر دیں۔ اگر یہ ہو جائے تو پھر اور بھی سہولت انشاء اللہ پیدا ہو جائے گی لیکن جہاں تک جماعت امریکہ کا تعلق ہے اس مضمون کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو میں نے وضاحت سے بیان کر دیا ہے کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جلد از جلد زیادہ سے زیادہ رقم امریکہ ہی سے پوری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ ہمیں کثرت کے ساتھ مساجد بنانے کی توفیق بخشے۔

مساجد کے ساتھ ہماری زندگی ہے یہ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بچپن سے میرے دل میں خدا نے یہ جذبہ ڈال رکھا ہے۔ بے حد محبت مسجد کی عطا کی ہے۔ میں خدام الاحمدیہ میں تھا سائق تھا، زعیم

تھا، مختلف عہدوں پر ترقی کرتا ہوا صدر بنا۔ انصار اللہ میں گیا لیکن ہمیشہ مجھے اس بات کا جنون رہا کہ جہاں بھی جاؤں مسجدیں بھرنے کی تلقین کروں کیونکہ یہ نظارہ میں برداشت ہی نہیں کرسکتا کہ ہمارے گھر آباد ہوں اور خدا کے گھر خالی ہوں اس لئے جب مسجدیں بنائیں تو اس بات کو نہ بھولیں کے ان مسجدوں کو بھرنا بھی ہم نے ہے۔ مسجدیں بنا کر خالی چھوڑنا بہت ہی ایک ویران منظر پیش کرتا ہے، بہت ہی تکلیف دہ بات ہے اور یہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ اگر آپ خدا کے گھر بھریں گے تو اللہ آپ کے گھر بھرے رکھے گا۔ جو خدا کے گھروں کو رونق بخشتا ہے اس کے گھروں کو ضرور رونق عطا ہوا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں کہ اپنے گھر کی رونق چھوڑ کر مسجد میں رہ جایا کرتے تھے، مسجد کی صفوں میں لپیٹے جایا کرتے تھے بعض دفعہ اور دیکھیں خدا نے کتنی برکت ڈالی ہے آپ سب کے گھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر ہیں۔ کتنی عظیم الشان برکت ہے ساری جماعت میں۔ دنیا کے کونے کونے میں خدا تعالیٰ عظیم الشان بابرکت گھر عطا کر رہا ہے جماعت کو۔ مسجدیں بھی اور مشن ہاؤس بھی اور ذاتی گھر بھی ہم سب کا تو سب کچھ ایک ہی ہے اور ہر چیز جماعت ہی کی ہے۔

پس اس پہلو سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مسجدیں بنانے کے ساتھ اگر آپ مسجدیں آباد کرنے کی نیت داخل رکھیں گے اس میں اور پوری وفا کے ساتھ خدا کے گھروں کو آباد کرنے کی کوشش کریں گے تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کے گھروں کو ویران نہیں کرسکتی، کوئی دنیا کی طاقت آپ کی رونقیں چھین نہیں سکتی۔ جو اپنی زینتیں لے کر مسجدوں میں حاضر ہو جائے خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے کیسے ممکن ہے کہ خدا دنیا کو یہ توفیق دے کہ ان کی زینتیں چھین لے۔

پس مضمون کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں اس میں آپ کی زندگی کا راز ہے اور زندگی کا سرچشمہ ہے اس بات میں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کی عبادت کے حق ادا کرنے والے اس کے منظور نظر بندے بنیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع ہوگی۔ مسافر میرے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں گے اور مقامی لوگ بغیر سلام پھیرے جمعہ کے بعد عصر کی چار رکعتیں پڑھیں گے۔ دوسری ایک بات یہ ہے کہ نماز عصر کے فوری بعد کچھ بیعتیں ہوں گے۔ کل شام کے ایک مخلص دوست جن سے گزشتہ آمد کے وقت

تعارف ہوا تھا وہ تشریف لائے ہوئے تھے انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں اور ان کی یہ بھی خواہش ہے کہ جمعہ کے مبارک موقع پر آج کے جمعہ میں خصوصیت سے میری بیعت لی جائے ۔عموماً تو ہمارا دستور یہی ہے کہ جمعہ کے فوراً بعد دوسرے فنکشنز نہیں رکھے جاتے یعنی بیعت وغیرہ بھی اس موقع پر نہیں لی جاتی لیکن ان کے خاص پر خلوص جذبے کی خاطر میں نے یہ منظور کر لیا ہے۔اس کے ساتھ ہی ایک امریکن نوجوان تھے انہوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے اور بھی مجھے معلوم ہوا ایک خاتون آئی ہوئیں تھی امریکن وہ بھی شامل ہونے کی خواہش کر رہی ہیں ۔تو یہ بیعت ہوگی آج کی پہلی بیعت ۔اللہ تعالیٰ اس بیعت کو بارش کا پہلا قطرہ بنائے اور پھر کثرت کے ساتھ جماعت لاس اینجلس اور جماعت امریکہ بیعتوں کی بارش دیکھے۔آمین ۔